SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV)

امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم)

Hafiz Muhammad Masood Ahmad
Principle Darululoom Muhammadia Qamar-ul-Islam Lahore at- hmmasood7@gmail.com
Muhammad Naimat Ullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore/Librarian, Govt. Mines Labour Welfare Boys Higher Secondary School, Makerwal Mianwali
Email: muhammadnaimatullah53@gmail.com
https://orcid.org/0009-0004-9412-1686
Dr. Muhammad Sajjad Malik
Assistant professor, Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore,
muhammad.sajad@ue.edu.pk, https://orcid.org/0000-0002-1419-1288

Abstract
Imam Shatbi's Theory of Ijtihad, a foundational idea in Islamic jurisprudence, is examined analytically in this study. By utilizing a meticulous research approach based on textual analysis and historical contextualization, the study seeks to clarify the nuances of Imam Shatbi's ideas and their relevance to modern legal debate. The main goal is to evaluate Imam Shatbi's theoretical framework critically, taking into account its applicability, relevance, and interpretive flexibility in the context of the larger Islamic legal tradition. This study takes a multipronged approach to analyzing Imam Shatbi's theoretical contributions, drawing from an extensive analysis of primary sources, secondary literature, and academic commentary. This study aims to provide a comprehensive understanding of the difficulties inherent in the concept of ijtihad as stated by Imam Shatbi by exploring the historical setting in which his views developed, as well as their reception and progression over time. The creation of hypotheses that act as tenets for the inquiry is essential to this study. Imam Shatbi's Theory of Ijtihad is said to be a comprehensive synthesis of traditional legal approaches, distinguished by a thorough comprehension of legal concepts, scriptural sources, and juristic reasoning. Moreover, it is proposed that his understanding of ijtihad represents a flexible and dynamic method of interpreting the law that may keep the fundamental tenets of Islamic jurisprudence intact while addressing modern issues.
Keywords: Imam Shatbi, Ijtihad, Islamic jurisprudence, theoretical framework, textual analysis

مجتہد کا اجتہاد

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

مآلات مآل کی جمع ہے، اس کا اصل آل الشئیی یئول اولا مآلا، جس کا مطلب لوٹنا۔ اس کے اسماء میں المؤئل، المرجع اور الایال آتے ہیں یہ سب کتاب کے وزن پر ہیں، کہا جاتا ہے اول الحکم الی اھلہ یعنی اس نے لوٹایا اور واپس کیا۔

الاعشی فرماتے ہیں: اوول الحکم الی اھلہ یعنی حکم کو اس کے اہل کی طرف لوٹاتا ہوں[1]، یہ معنی مختلف معانی میں استعمال ہوا، یہ بھی کہا گیا کہ اس نے کام اس طرف لوٹا دیا۔[2]

مآلات سے مراد "وہ کام جو کسی کے فعل کے نتیجے میں مرتب ہو، اور النظر فی المآلات سے مراد فعل کے وقوع کے بعد اس پر مرتب ہونے والے نتائج اور آثار کو ملحوظ رکھنا" وغیرہ ہے، یوں اس معنی میں فعل حکم کے درجے میں ہو گا اس سے جو نتیجہ آئے گا وہ اس سے متفق ہو گا چاہے فاعل نے اس کا ارادہ کیا ہو یا نہیں۔[3]

النظر فی المآلات در حقیت احکام شریعت کے مقاصد کو مکمل کرتا ہے، اسی لیے کسی بھی مجتہد کے اہم کاموں میں النظر فی المآلات بھی ہے، بلکہ امام شاطبیؒ اس کی یوں تعبیر کرتے ہیں: مجتہد کا کام مشکل کام ہے لیکن اس کی حلاوت بڑی لذیذ ہے اور انجام بڑا ہی محمود[4] ہے یہ مقاصد شریعت کی وجہ سے ہے۔[5]

چنانچہ افعال کے وقوع کے نتیجے میں مرتب ہونے والے نتائج پر نظر رکھنا معتبر اور شرعا مقصود ہے، چاہے یہ افعال شرعاً جائز ہوں یا ان سے منع کیا گیا ہو، اسی لیے مجتہد پر ضروری ہے کہ مکلفین کو کسی بھی حکم سے پہلے اس فعل کے انجام پر غور کرے کہ وہ کس طرف جائے گا، اس سے اسے معلوم ہو گا کہ اس فعل کی مشروعیت میں مصلحت ہے یا پھر اس میں فساد کی وجہ سے ممانعت ہے، فعل کے انجام پر غور اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے، پہلی صورت میں فعل کی مشروعیت کا اطلاق اس کے انجام پر غور کیے بغیر، دوسری صورت میں فعل سے ممانعت اس کے انجام پر غور کیے بغیر جلد بازی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں؛ کیونکہ پہلی صورت میں فعل کا فساد مساوی ہو گا، یا اس مصلحت سے زائد ہو گا جسے بادیٔ النظر میں دیکھا گیا تھا۔

اسی طرح دوسری صورت میں بھی فساد برابر یا اس سے زائد[6] ہو گا، جبکہ شریعت اجتہاد پر مبنی ہے اور دور اندیشی کو ملحوظ رکھتی ہے ایسے تمام راستوں سے دور رہتی ہے جن سے فساد کا خدشہ ہو۔[7]

اسی لیے النظر فی المآل شریعت کے اصول میں سے ایک اصل ہے۔

مجتہد پر ضروری ہے کہ اس کے سامنے جو مسئلہ بھی آئے وہ اس کے نتائج کو ملحوظ رکھے کہ اس سے کیا نتائج نکل سکتے ہیں تاکہ وہ اسے اپنے علم کے ذریعے پرکھ سکے یا چھوڑ دے، امام شاطبیؒ اس حالت میں النظر فی المآل کی کیفیت سے روشناس کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "ضابطہ یہ ہے کہ جب آپ کے سامنے کوئی مسئلہ آئے تو سب سے پہلے اسے شریعت کی کھسوٹی پر پرکھے اگر وہ اس میں ٹھیک ہو تو اس کے نتائج پر غور کرے موجودہ زمانے اور اہل علاقہ کے لحاظ سے، اگر اس کے ذکر سے کوئی فساد نظر نہ آ رہا ہو تو اسے مختلف اہل علم کے سامنے پیش کرے اگر وہ اسے قبول کر لیں تو اس مسئلہ کے بارے میں گفتگو شروع کرے، اگر وہ مسئلہ قبول نہ ہو تو اس کے بارے خاموشی اختیار کر لے کیونکہ اسی میں شرعی اور عقلی مصلحت ہے۔"[8]

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

یہ بات بھی یادرہے کہ النظر فی المآل یہ ہر عالم یا متعلم کی صفت نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ ایسی صفت ہے جو صرف الراسخ فی العلم عالم کی ہوسکتی ہے، ایسا عالم ربانی حکیم جو ماہر فی العلوم ہو۔(9)

امام شاطبیؒ الراسخ فی العلم مجتہد کی خصوصیات میں فرماتے ہیں: ''دوسرا: وہ جواب سے قبل سوالات کے نتائج اور آثار سے واقف ہو جائے۔''

امام شاطبیؒ نے اس بارے میں لوگوں کے ذاتی حالات کی تحقیق کے بارے میں اشارہ کیا ہے کیونکہ بعض اوقات عمل تو مشروع ہوتا ہے لیکن کسی خاص شخص کو اس سے منع کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس کے حق میں فساد کا ذریعہ بن سکتا ہے یا پھر عمل ممنوع ہوتا ہے لیکن کسی کو اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اس کے لیے مصلحت کا ذریعہ ہوتا ہے۔(10)

امام شاطبیؒ کی اس رائے پر بہت سے علماء نے اس پر عمل کیا، مالکؒ نے اسے سد الذرائع، منع الحیل، مراعاۃ الخلاف اور القول بالاستحسان پر معلول کیا، اسی قاعدے پر عمل کرتے ہوئے انھوں نے منصور کو جواب دیا جب اس نے بیت اللہ کو گرا کر نئی تعمیر حضرت ابراہیم ؑ کے قواعد کے مطابق بنانے کا ارادہ کیا: امام مالک نے اسے کہا: ایسا نہیں کرو تاکہ لوگ اللہ کے گھر سے کھیلنا نہ شروع کردیں۔ اسے اس کی رائے سے ہٹایا کیونکہ اس کے نتائج بھیانک آسکتے تھے، ہر بادشاہ یہ عادت بنالیتا اور بیت اللہ شریف کا مذاق بن جاتا اس کی تعمیر ایک حالت پر نہ رہتی۔(11)

امام مالک کے رفقاء نے بھی ان قواعد کو لیا، ان کے علاوہ بھی کئی علماء ان اصول پر عمل پیرا ہوئے، جیسے قاعدہ رفع الحرج اور الاخذ بالرخص وغیرہ یہ سب اسی اصل کی طرف لوٹتے ہیں، اسی طرح بعض نے اس اصل کے مندرجات کی مخالفت کی جیسے استحسان، سدالزرائع، منع الحیل، مراعاۃ الخلاف وغیرہ یہ حضرات بھی درحقیقت اس اصل کے قائل تھے البتہ اس کی فروعات کی مخالفت کرتے تھے۔

اس اصل کی دین میں اہمیت کے پیش نظر اس پر کئی سارے قواعد مرتب ہوئے جن کی رعایت و پاسداری کرنا کسی بھی مجتہد کے لیے ضروری ہے۔(12)

ان قواعد میں پہلا قاعدہ رفع الحرج ہے۔ اس قاعدے کی بنیاد یہی اصل ہے؛ کیونکہ اصل میں ممنوع عمل کو مباح کرنا اس کے نتائج کے اعتبار سے ہوسکتا ہے۔(13)

اس کے اندر شارع کی تمام رخصتیں شامل ہوتی ہیں، جو کہ رفع الحرج کے قاعدے سے منسلک ہیں اس لیے کہ ان رخصتوں کی حقیقت اپنے نتائج کے اعتبار سے تحصیل مصالح اور مفاسد سے دور رکھنا ہے جبکہ دلیل عام کا تقاضا اسے منع کرنا ہے، وہ اگر باقی رہتی ہے تو اس سے حرج اور مشقت لازم آئے گی۔(14)

دوسرا قاعدہ سد الذرائع ہے یہ قاعدہ بھی اسی اصل کی طرف راجع ہے، کیونکہ حقیقت میں عمل جائز کے ذریعے عمل غیر جائز کی طرف یا مصلحت سے فساد کی طرف واسطہ بنتا ہے، چاہے کوئی اس قاعدے پر عمل کرے یا نہ کرے لیکن سارے اس کی اصل النظر فی المآل پر عمل کرتے ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ بتوں کو گالیاں دینا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے کا سبب بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(15)

اس کے علاوہ بھی اس قاعدے کی اصل کی طرف مسائل لوٹتے ہیں، اگرچہ بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہے لیکن سب میں باعتبار نتائج ہر کسی کی اپنی رائے ہے، اسی لیے امام شاطبیؒ کے نزدیک اس قاعدہ پر فی الجملہ اتفاق ہے، اگرچہ اس کی جزئیات کے الحاق میں اختلاف ہے، جسے تحقیق مناط کا نام دیا جاتا ہے۔(16)

تیسرا قاعدہ الحیل ہے۔ یہ بھی اسی اصل کی طرف راجع ہے، کیونکہ حیلہ ایسا عمل ہے جس کے ظاہر سے حکم شرعی کے ابطال کا جواز معلوم ہوتا ہے پھر اسے دوسرے حکم کی طرف پھیر دیا جاتا ہے، یہ حیلے باعتبار نتائج قواعد شریعہ اور احکام کے ابطال کے لیے ہوتے ہیں، جب ان کا یہ رزلٹ تھا تو ان سے منع کردیا گیا۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

جس نے حیلوں کی اجازت دی یا منع کیا سب حقیقت میں نتائج کے اعتبار سے متفق ہیں، اسی لیے ایمان، نماز اور دیگر عبادات کے بارے اسی طرح اموال وغیرہ میں منافقین یا ریاکاروں کے خلاف سب متفق ہیں، ان کے نزدیک احکام شرعیہ کے ابطال کے لیے حیلے کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ نتائج کے اعتبار سے درست نہیں، لیکن اس سے قاعدے کے ملحقات میں ان کا آپس میں اختلاف ہے، بعض نے قاعدے کے ملحقات میں توسع سے کام لیا اور بعض نے عدم الحاق کو اچھا سمجھا، اسی وجہ سے یہ گمان ہوا کہ اس قاعدے کی اصل میں اختلاف ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے[17]

چوتھا قاعدہ مراعاۃ الخلاف ہے یہ قاعدہ بھی اسی اصل کی طرف راجع ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس نے کوئی شرعی ممنوع کام کیا تو اسے اس کے بدلے اس سے زیادہ زجز نہیں کیا جائے گا جو شریعت نے مقرر کیا ہو۔

اسی طرح جب کوئی ممنوع فعل کا ارتکاب کر رہا ہو تو اسے منع کر کے اس سے بڑا جرم کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس مرتکب کو وہ کام کرنے دینا چاہیے پھر اسے منع کیا جائے جیسا کہ ((دَعُوهُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ)) نبی ﷺ نے مسجد میں پیشاب[18] کرنے والے دیہاتی کو فوری منع نہیں کیا تھا بلکہ اسے تقاضا مکمل کرنے دیا تھا، یا پھر مبتلی بہ کو اس کی اجازت دیں کیونکہ اس میں دلیل تو ملتی ہے اگرچہ وہ مرجوح ہے جو چیز کو اس کی حالت پر برقرار رکھنے کی طرف لوٹتی ہے چنانچہ مکلف کے وقوع سے قبل منہی عنہ دلیل النہی سے مضبوط ہوتی ہے جبکہ جواز کی دلیل بعد وقوع اقوی ہوتی ہے۔

جیسا کہ بیت اللہ کو گرانے سے رک جانا اور اسے ابراہیم ☐ کے قواعد پر نہ بنانا کیونکہ قریش اس وقت نئے نئے مسلمان ہوئے ((وَلَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ))[19] تھے، اسی طرح نبی کریم ﷺ نے منافقین کو قتل کرنے سے منع فرمایا تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔ ((لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ))[20]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حالات چھوڑ دینے کو ترجیح دی گئی اگرچہ منع کیا گیا تھا کیونکہ اس میں مصلحت زیادہ تھی، جبکہ منہی عنہ میں فساد کا خدشہ تھا لیکن اسے باعتبار نتائج کے معاف کر دیا گیا۔[21]

پانچواں قاعدہ الاستحسان ہے یہ بھی اسی قاعدہ پر مبنی ہے، استحسان کہتے ہیں دلیل کلی کے مقابلے میں جزئی مصلحت کو اختیار کرنا، مصلحت اختیار کرنا کیونکہ اسے چھوڑنے سے مصلحت کے فوت اور فساد کا خدشہ ہو سکتا ہے، جبکہ دلیل کلی کا اجراء حرج اور مشقت کی طرف مفضی ہوتا ہے، اسی لیے جزئی کو اختیار کرنا مباح ہوا کیونکہ اس میں توسع ہے جیسے قرض کی اباحت حالانکہ اصل میں وہ ربا ہے کیونکہ درہم کے بدلے درہم موجل ہے، اگر اس سے منع کیا جاتا ہے تو اس میں حرج اور تنگی ہوگی۔[22]

چھٹا اس اصل پر مبنی ایک اہم قاعدہ ہے۔ ایسے ضروری امور یا حاجیات[23] جن کے ساتھ ایسے امور وابستہ ہوں جنھیں شریعت قبول نہ کرتی ہو تو ایسی صورت میں جلب مصلحت اپنے تحفظ کے ساتھ درست ہے۔

اس بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ان امور کے ساتھ اگرچہ مفاسد منسلک ہیں لیکن یہ باعتبار نتائج مصلحت کی طرف لوٹتے ہیں، اس کی مثال ایسے جیسے طلب علم میں کچھ فضول چیزوں کا سماع بھی کرنا پڑے تو اس کی وجہ طلب علم کو نہیں چھوڑا جائے گا، بلکہ طالب علم کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ ان منکرات سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔[24]

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (حصہ چہارم) امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

اس سے اس اصل اور اس کے مندرجات میں جو قواعد واصول بنے ان کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، اسی لیے امام شاطبیؒ نے بحث کا اختتام ان الفاظ سے کیا ہے: ''اس کا اعتبار ہر حکم میں علی الاطلاق لازم ہے۔''[25]

البتہ اصولیوں کے کلام میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے کہ مجتہد کے لیے النظر فی المآل ضروری ہے، لیکن جب اس مسئلہ میں بحث مقاصد اور اس کے تابع تھی تو ہمارے لیے یہ شرط لگانا ممکن ہے کہ جس نے مقاصد کی شرط لگائی اس مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ النظر فی المآل کا خیال رکھے کیونکہ اس کے ذریعے مقاصد شریعت مکمل ہوتے ہیں۔

جب تمام قواعد اس اصل سے نکل رہے ہیں اور علماء بھی ان سے متفق تھے اگرچہ ان کی عبارتوں میں اختلاف تھا اور وہ ان قواعد پر عمل پیرا بھی تھے جیسا کہ ابن العربی کہتے ہیں جب یہ سب تھا تو اس سے یہ بات لازم ہوتی ہے[26] کہ ان قواعد کی اصل ان کے درمیان محل اتفاق ہونی چاہیے۔

امام مالک نے یہ شرط لگائی ہے کہ ''مصلحت تلاش کرنے والا شخص مجتہد ہونا چاہیے، اخلاق حسنہ کا مالک ہو تاکہ اس کی طبیعت اور عقل اسے دین کے خلاف چیزوں سے متنبہ کرے''[27] اور اس کی طرف وہ چیزیں منسوب نہ ہوں جو اس کی نہیں ہیں، اسی طرح کسی نے اگر شریعت کی مصلحت کو منسوب کیا اور وہ باعتبار نتائج فساد ہو تو وہ اس کی طرف منسوب کی جائے گی۔

العزبن عبدالسلام فرماتے ہیں: ان مصالح سے منع نہیں کیا جائے گا جو مفاسد سے مستلزم ہونگی کیونکہ وہ مصالح ہیں، اسی طرح ان مفاسد سے منع نہیں کیا جائے گا جو مصالح سے مستلزم ہونگی کیونکہ وہ مفاسد ہیں[28]، اس میں اشارہ در حقیقت باعتبار نتائج ہے، کیونکہ فساد کبھی مصلحت میں تبدیل ہو جاتا ہے، اسی لیے شارع اس کا حکم دیتا ہے کیونکہ اس میں مصلحت ہوتی ہے بالکل اس کے برعکس بھی۔

وہ فرماتے ہیں: بعض مصالح کی ترجیح دوسری مصالح پر مخفی ہوتی ہیں اسی طرح بعض مفاسد کی ترجیح دوسرے مفاسد پر، اسی طرح مفاسد اور مصالح کا تفاوت بھی مخفی ہوتا ہے، یہ ضروری ہے کہ ان کی تحقیق کی جائے ان ذرائع اور طریقوں کے ذریعے جو ان تک پہنچاتے ہیں یا ان کی طرف دلالت کرتے ہیں۔[29]

اس میں شک نہیں ہے بعض اوقات مفاسد اور مصالح کی ترجیح کسی ایک امر سے مرتبط ہوتی ہے جو حال اور مآل کے اعتبار سے ہوتا ہے، العزبن عبدالسلام نے اس پر توجہ دینے پر زور دیا ہے، جس پر یہ کام ضروری ہے وہ مجتہد ہے۔

العزبن عبدالسلام فرماتے ہیں: مصالح کی دو قسمیں ہیں: حقیقی: خوشیاں اور لذات، مجازی: ان کے اسباب، یہ بھی ممکن ہے کہ مصالح کے اسباب مفاسد ہوں لیکن ان کا حکم دیا جائے یا وہ مباح ہوں اس لیے نہیں کہ وہ مفاسد ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کے ذریعے مصالح تک پہنچا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: مفاسد کی دو قسمیں ہیں، حقیقی: غم اور مصیبتیں، مجازی: ان کے اسباب، یہ ممکن ہے کہ مفاسد کے اسباب مصالح ہوں اس لیے شریعت نے منع کر دیے ہوں اس لیے نہیں کہ وہ مصالح ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کے ذریعے مفاسد تک پہنچا جاتا ہے[30]، ان کے کلام کا مقصد واضح ہے۔

بعض اصولیوں نے مآل کے اعتبار کی جانب اشارہ کیا ہے[31]، ان میں اصفہانی بھی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: ''شریعت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مقصودی حکم کا خیال رکھتی ہے، اگر مقصود بلکلیہ ختم ہو جائے تو اس کی طرف حکم کی اضافت جائز نہیں ہوگی کیونکہ اس سے شریعت کی عادت کی مخالفت ہوگی۔''[32]

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

سہروردی فرماتے ہیں: جو توھما مصلحت نظر آئے شریعت اس کے مفاسد کی وجہ سے ختم کر دیتی ہے، کبھی مصلحت ہوتی ہے لیکن شریعت اس کی جانب التفات نہیں کرتی، کیونکہ اس کا اعتبار کرنا کلی حکمت میں خلل کا سبب ہوتا ہے، اسی طرح کلیات کے اعتبار کے دوران مصالح جزئیہ کی طرف بھی التفات نہیں ہوتا۔[33]

بعض متاخرین نے اس مبحث میں امام شاطبیؒ کی اتباع کی ہے۔[34]

جو کچھ ہم ذکر کر چکے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باب اصولیوں کے لیے بے فائدہ نہیں کیونکہ امام شاطبیؒ نے اس باب میں اپنی ابداع پیش کی ہے اور چھپی ہوئی چیزوں کا ظاہر کیا ہے، ان کا تمیز دیگر پر ظاہر ہے۔

امام شاطبیؒ نے النظر فی المآل کے وجوب پر کچھ دلائل دیے ہیں:

پہلی دلیل: شریعت کا نزول افعال واحکام کے نتائج کے اعتبار سے ہوا ہے، اس پر شرعی دلائل اور استقراء تام دلالت کرتے ہیں۔

قرآن پاک سے دلائل: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ۰۰۲۱﴾[35] "اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور انھیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ۰۰۱۸۳﴾[36] "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے ان پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ﴾[37] "اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ، اور انھیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[38] "اور جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں انھیں برا نہ کہو ورنہ وہ بے سمجھی میں زیادتی کر کے اللہ کو برا کہیں گے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ﴾[39] "پھر جب زید اس سے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾[40] "تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمھیں ناگوار ہے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ١﴾[41] "(ہم نے بھیجے) پیغمبر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ ان لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۰۰۱۷۹﴾[42] "اور اے عقل مندو! تمھارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم (خونریزی سے) بچو۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا﴾[43] "اے ایمان والو راعنا نہ کہو۔"

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

یہ آیات مبارکہ اوران جیسی دیگر النظر فی المآل کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں، اگرچہ چوتھی اور آخری آیت علی جہۃ الخصوص مسئلہ کے زیادہ قریب تھی۔[44]

سنت سے دلائل: نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک جب منافقین کو قتل کر دینے کا اشارہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا"مجھے ڈر ہے کہ لوگ کیا کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔"اسی طرح آپ ﷺ کا حضرت عائشہ □ کو فرمانا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھے تمھاری قوم نئی نئی مسلمان ہوئی ہے تو بیت اللہ شریف کو ابرہیم □ کی بنیادوں پر تعمیر کرتا۔((لَوْلاَ حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ))[45] اسی طرح نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیہاتی کو فوری منع کرنے سے روکنا اور یہ کہنا کہ اسے ابھی کچھ نہ کہو۔((''لاَ تُزْرِمُوهُ'' ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ))[46]

اسی طرح وہ احادیث مبارکہ جن میں اپنے نفس پر عبادت کے ذریعے تشدید سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے طبیعت میں عبادت سے بیزاری و سستی پیدا ہو جائے گی۔

ان کے علاوہ بھی کافی سارے دلائل ہیں۔[47]

دوسری دلیل: اس اصل کے لیے سدالزرائع، توسع اور رفع الحرج کے دلائل بھی پیش کیے جاسکتے ہیں؛ کیونکہ سدالزرائع غیر جائز عمل کے فعل جائز کے لیے واسطہ ہوتا ہے، فعل کی مشروعیت اصل ہوتی ہے لیکن باعتبار نتائج وہ غیر مشروع ہوتا ہے، رفع الحرج اصل میں عمل غیر مشروع کے لیے ہوتا ہے پھر وہ مشروعیت کی طرف چلا جاتا ہے۔[48]

تیسری دلیل: اس اصل کے لیے تحقیق مناط شخصی کے دلائل بھی پیش کیے جاسکتے ہیں، کیونکہ وہ اسی کی طرف لوٹتے ہیں اس لیے بھی کہ مجتہد اس نوع میں ایسی تحقیق کرتا ہے جو شخص کے حال کے بارے میں ہوتی ہے۔[49]

چوتھی دلیل: علماء کا اس اصل پر اتفاق ہے، امام شاطبیؒ اس مسئلہ میں کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابن العربی کے سامنے جب یہ اصل آئی تو انھوں نے فرمایا: "لوگوں نے اپنے اپنے گمان کے مطابق اس میں اختلاف کیا، جبکہ یہ علماء کا اس پر اتفاق ہے، اسے سمجھو اور غنیمت جانو۔"[50]

پانچویں دلیل: یہ بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہے کہ تکالیف بندوں کے مصالح کے لیے مشروع ہوئیں، وہ یا تو دنیوی ہیں یا پھر اخروی، اخروی تکالیف مکلف کے لیے باعتبار نتائج آخرت میں ہونگی تاکہ اسے اجر ملے، البتہ دنیا میں اعمال مصالح کے نتائج کا مقدمہ ہوتے ہیں، یہ مسببات کے اسباب ہوتے ہیں جو شارع کو مقصود ہوتے ہیں، جبکہ مسببات باعتبار نتائج اسباب کے ہوتے ہیں، اسباب کے نتائج کا اعتبار اسباب کے جریان میں مطلوب ہوتا ہے،[51] اور النظر فی المآلات کا یہی مطلب ہے۔

مناقشہ: امام شاطبیؒ نے جو سابقہ دلیل پیش کی اس پر اعتراض کیا گیا، اعتراض یہ ہے کہ وضع اسباب میں شارع کا قصد مسببات کے لیے مستلزم ہوتا ہے، جبکہ ایک جگہ یہ اقرار کیا کہ مسببات کے لیے لزوم التفات اسباب کے دخول کے لیے ضروری نہیں،[52] یہ کہنا کیسے درست ہوگا کہ مسببات کے لیے التفات کا وجوب جبکہ اسباب کے دخول کے لیے ضروری نہیں، یہ محض تناقض ہے۔[53] جواب: امام شاطبیؒ نے اس مناقشے کے دو جواب دیے ہیں۔

پہلا جواب: دونوں مسئلوں کے اندر قصد مختلف ہے، دوسری بات یہ ہے کہ مسببات کے لیے التفات اسباب کے دخول کے دوران لازم نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مکلف مسببات کی تحصیل کا مکلف نہیں ہوتا، کیونکہ شارع نے اسباب کی تکلیف کے دوران اس کی تکلیف کا قصد نہیں کیا، مسببات ویسے بندوں کی قدرت میں نہیں ہوتے، پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ شارع نے وقوع مسببات کا قصد اسباب کے ذریعے الزام کے بغیر کیا، وہ تکلیف کے خطاب میں نہیں آتا، جبکہ اس میں قصد کا تقاضا مجرد وقوع ہے چنانچہ کوئی تناقض نہیں۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

دوسرا جواب: اگر ایک چیز پر دو قصدوں کا توارد فرض کر لیا جائے جو اگرچہ محال ہے؛ کیونکہ ہر ایک دوسرے سے مختلف اعتبار میں ہوتا ہے، جیسا کہ نماز کے لیے امر اور نہی کا توارد دار مغصوبہ میں ایک ساتھ ہے لیکن الگ الگ اعتبار کے ساتھ ہے، اس لیے ہر اعتبار اپنی ذات پر قائم ہوتا ہے۔[54]

جب یہ ثابت ہو گیا تو مسئلہ النظر فی المآل جس میں یہ کہا گیا کہ وضع اسباب قصد شارع سے مستلزم ہوتے ہیں؛ کیونکہ وہ مجتہد کی طرف راجع ہوتے ہیں جو دوسرے کے فعل کے حکم کو دیکھ رہا ہوتا ہے اس میں عجلت کوئی نہیں ہوتی، مجتہد شارع کا نائب ہوتا ہے، اس لیے مسببات کی طرف التفات لازم ہوا کیونکہ وہ باعتبار نتائج سبب ہوتا ہے۔[55]

مناقشہ الجواب: امام شاطبیؒ کے جواب پر دو جہتوں سے بحث ہوئی:

پہلی وجہ: امام شاطبیؒ نے جو ذکر کیا ہے یہ فرق ہے حقیقت میں تباین کی کوئی جہت نہیں ہے، کیونکہ اس کی بنیاد اس پر ہے کہ اسباب کے دخول کے وقت مسببات کے لیے التفات کا لزوم ضروری نہیں؛ کیونکہ شارع نے مسببات کے ذریعے تکلیف کا قصد نہیں کیا کیونکہ یہ بندے کی قدرت میں نہیں، اور مسببات ایسے نہیں ہیں بلکہ کچھ بندوں کی قدرت میں بھی ہیں اور یہی قسم لوگوں کی تکلیف کے لیے مقصود ہے۔[56]

دوسری وجہ: دوسری وجہ در حقیقت پہلی کی لازم ہے کوئی مستقل وجہ نہیں ہے، کیونکہ ایک محل میں قصدین کا تباین عدم توارد کی وجہ سے ہوتا ہے۔[57]

جواب: اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں مناقشے متوجہ ہیں لیکن اصل کی ابطال کے لیے نہیں ہیں، پہلا مناقشہ امام شاطبیؒ کی رائے پر ہے کہ تمام مسببات بندے کی قدرت میں داخل نہیں ہوتے[58]، اور نہ ہی یہ اصل دلیل میں رکاوٹ ہے۔

چھٹی دلیل: افعال باعتبار نتائج دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتے:

پہلی: شرع میں معتبر ہوں۔

دوسری: شرع میں معتبر نہ ہوں۔

اگر شرع میں معتبر ہوں تو مطلوب ثابت ہوتا ہے، اگر شرع میں معتبر نہ ہوں تو یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان کے نتائج اس توقع کے برعکس آئیں، اور یہ صحیح نہیں کیونکہ تکلیف بندوں کی مصلحت کے لیے ہوتی ہے، اور کسی مصلحت کا مطلقاً اعتبار نہیں ہوتا جب اس کے ساتھ وقوع فساد کا امکان بھی ہو اس جتنا ہو یا اس سے زیادہ ہو، اسی طرح اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ ہم فعل مشروع میں مصلحت نہ دیکھیں، اور فعل ممنوع سے فساد کی توقع نہ رکھیں، جبکہ یہ شریعت کے وضع مقصد کے خلاف ہے۔[59]

رخصتوں کی خواہش نہ کرتا ہو:

الرخص من رخص سے ہے، یہ اصل میں نرمی اور سہل پسندی پر دلالت کرتا ہے، اسی سے الرخص بالضم کے ساتھ مہنگا کی ضد ہے، الرخص بالفتح: نرم چیز کو کہتے ہیں، الرخصہ فی الامر شدت کی ضد ہے۔[60]

الرخصہ کا یہاں لغوی معنی مقصود ہے، علمائے کرام نے رخصتیں دیں ہیں:

وہ اقوال جن میں آسانی اور تخفیف ہے لیکن وہ ادلہ شرعیہ صحیحہ کے خلاف ہیں، یہ مختلفین کے درمیان آسان اور اہون اقوال ہیں۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

صورت مسئلہ: مجتہد ہر اختلافی مسئلے میں آسان اقوال کو دیکھے اور ان دلائل کی صحت سے اعراض کرے، لیکن اس کے اختیارات اس باب میں مکڑی کے جالے برابر ہیں، اس کے اقوال قواعد شرعیہ پر مبنی نہ ہوں اور اس کے اختیارات کنارے کے آخر پر ہوں۔ الرخص کے معانی میں علماء کے نوادرات کو لینا بھی شامل ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: مرجوح اقوال

دوسری: شاذ اقوال، انھیں زلات علماء کا نام بھی دیا جاتا ہے[61]، اوزاعی سے منقول ہے: ''جس کسی نے علماء کے نوادر اقوال کو لیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا''۔[62]

جب اس مسئلہ کی اہمیت بہت زیادہ تھی، شاطبیؒ نے اس میں حق کو واضح کرنے کی کوشش کی، مجتہد کے لیے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے، مندرجہ ذیل میں ان کی رائے پیش کی جاتی ہے۔

جیسا کہ شاطبیؒ نے بیان کیا کہ رخصتوں کا اتباع در حقیقت اتباع ہوی سے پیدا شدہ ہے، خواہشات انسان کو اس پر ابھارتی ہیں کہ وہ تساہل پسندی اور اپنے نفس اور دوسروں کے لیے رخصتیں تلاش کریں، اس لیے آپ یہ دیکھیں گے کہ اپنے دوستوں اور عزیز و اقارب کے لیے فتویٰ اور دیا جاتا ہے ان کے علاوہ کے لیے فتویٰ مختلف ہوتا ہے، اس لیے کہ اس میں اپنی خواہشات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔[63]

شاطبیؒ نے ابن حزم اور الباجی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رخصتوں کے اتباع کی حرمت پر اجماع ہے جو دلائل شرعیہ سے مستند نہ ہوں، یہ فسق ہے جو حلال نہیں ہے۔[64]

اس لیے کہ یہ تکالیف کے اسقاط کا ذریعہ بنتا ہے، جن میں اوامر، نواہی، انحلال اور مکلفین کا عزیمت کو اختیار کرنے کا عزم جسے یہ ختم کرتا ہے۔[65]

شاطبیؒ فرماتے ہیں: ''یوں مکلف کو جس مسئلے میں مشکل پیش آئے گی وہ مذہب کی رخصتوں پر عمل کرے گا، جو قول اس کی خواہشات سے مطابقت کرے گا اسے اختیار کرے گا، یوں تقویٰ کا لباس[66] اپنی خواہشات کے پیچھے اتار دے گا، اور شارع کی تعلیمات سے کنارہ کش ہو جائے گا''۔[67]

وہ فرماتے ہیں: ''رخصتوں کا اتباع کرنا نفوس کا خواہشات کی طرف میلان ہے، جبکہ شریعت اتباع ہوی سے منع کرتی ہے۔'' یوں یہ متفق علیہ اصل کے خلاف ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قول کے بھی خلاف ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾[68] ''پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لاؤ۔'' موضع اختلاف موضع تنازع ہوتا ہے، اس لیے اسے نفوس کی خواہشات کے ذریعے حل کی بجائے شریعت کے بتائے ہوئے حل سے ختم کرنا چاہیے، اس سے دونوں اقوال میں ترجیح ہو گی، اس لیے اپنی خواہشات بجائے اس کی اتباع ضروری ہو گی۔[69]

اس میں شک نہیں ہے کہ قضاء میں رخصتوں کا اتباع حق نفس میں اتباع سے زیادہ خطرناک ہے، جیسا کہ الموازیہ[70] میں ہے: ''حضرت عمر بن خطاب □ نے لکھا کہ امر واحد میں دو مسئلوں کا فیصلہ مت کرنا کیونکہ وہ تم مشکل ہو جائے گا''۔[71]

ابن المواز کہتے ہیں: قاضی کو اختلافی اقوال میں اجتہاد نہیں کرنا چاہیے، امام مالک اسے مکروہ سمجھتے تھے اور کسی کو اجازت نہیں دی، اس کی وجہ یہ ہے کہ گزرے ہوئے واقعے پر فیصلہ دے، پھر اسی صورت میں دوسرا فیصلہ اس کے خلاف دے، ایک امر میں اس کا قول گزر چکا ہو، اگر یہ جائز ہو جائے تو ایک قوم کے لیے ایک فتویٰ ہو گا دوسری کے لیے اس کے خلاف فتویٰ ہو گا، دوسرا پہلے کے لیے عیب ہو گا، امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ اور درست نہیں ہے۔[72]

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

شاطبیؒ اس پر اپنا تبصرہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امام مالک نے جو کہا ہے وہ ٹھیک ہے، اس لیے کہ حکام کو لگانے کا مقصد لڑائی جھگڑوں سے بچنا ہوتا ہے، ایسی صورت میں کہ جانبین کو ضرر نہ پہنچے اور حاکم کو بھی تہمت کا سامنا نہ ہو، جبکہ اختیار کی یہ قسم اس مقصد کے بالکل خلاف ہے۔

رخصتوں کا اتباع کرنا اگرچہ مکلف کی ذاتی عبادات میں ہو یا عادات میں شریعت کے مخالف اور اس کے قواعد کو توڑنے اور صراط مستقیم سے نکلنے کا سبب ہیں۔[73]

شاطبیؒ لوگوں کا رخصتوں سے تعلق بیان کرتے ہیں ''یہ ہمارے زمانے سے قبل اسلاف کے زمانے سے پایا جاتا ہے جیسا کہ مذاہب کی رخصتوں کا اتباع شہوات اور اپنی اغراض کے لیے کیا جاتا تھا، اس میں کچھ کا تعلق نہیں بنتا اور کچھ کا تعلق بنتا ہے''۔[74]

شاطبیؒ نے اس میں کچھ حقیقی مثالیں ذکر کی ہیں کہ لوگ رخصتوں کا اتباع کیسے کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے تساہل پسندی سے کیسے کام لیتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

قاضی عیاض حکایت کرتے ہیں کہ بہلول بن راشد کے پاس ایک شخص[75] آیا، بہلول اس سے آنے کی وجہ پوچھی؟ اس نے جواب دیا: ''ایک آدمی پر سلطان نے ظلم کا ارادہ کیا میں نے اسے پناہ دی میں نے اسے چھپانے پر تین طلاق کی قسم اٹھالی''، بہلول نے اس سے کہا: مالک فرماتے ہیں کہ اس کا بیوی میں حنث ہو جائے گا، سائل نے کہا: میں نے سنا ہے وہ فرماتے ہیں ''میں نے یہ ارداہ نہیں کیا تھا''۔ بہلول نے کہا: مجھے نہیں معلوم جو تم نے سنا، اس نے بہلول سے تین مرتبہ پوچھا ہر مرتبہ بہلول نے پہلا جواب دیا۔ جب اس نے چوتھی اور پانچویں بار پوچھا تو بہلول نے کہا: اے ابن فلان تم نے لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا جب تمھارے پاس کوئی سائل آتا تو اسے مالک کا قول بتاتے اور جب خود تمھارے اوپر مصیبت آتی تو تم رخصتیں تلاش کرنے لگ جاتے، حسن کہتے ہیں اس کی قسم میں حنث نہیں ہوگا، سائل نے کہا: اللہ اکبر حسن کی تقلید کی، او کما قال۔[76]

اسی طرح محمد بن یحی بن لبابہ کا قصہ ہے جس میں اتباع ہوی کا ذکر ہے، وہ بھی اسی معنی سے موافقت رکھتا ہے۔

شاطبیؒ نے الباجی سے ان کا قول نقل کیا ہے: ''شاید بعض لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ امام مالک اور ان کے اصحاب کے اقوال سے استدلال جیسا وہ چاہیں اور ان سے خروج کیے بغیر وہ ان پر واجب ہیں، چنانچہ وہ ایک قضیہ میں امام مالک کے قول کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔''

اگر وہی قضیہ دوبارہ پیش آجائے تو وہ ابن القاسم کے قول کے مطابق فیصلہ کرے گا پہلے قول کے مخالف نہ کہ اپنی نئی رائے کے مطابق، یہ سب وہ اپنے اختیار سے کرتے تھے۔[77]

الباجی حکایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے زمین کا ایک ٹکڑا کرایہ پر لیا وہ شائع یعنی متعین نہیں تھا، باقی زمین دوسرے شخص نے لے لی، پہلے شخص نے شفعہ کے ذریعے دوسرے سے لینے کی کوشش کی پھر وہ شہر سے باہر چلا گیا دوسرے کرایہ دار[78] کو فتویٰ دیا گیا کہ جو امام مالک کی ایک روایت سے تھا کہ اجارات میں شفعہ نہیں ہوتا[79]، پہلا کرایہ دار جب آیا تو اس بتایا: میں سفر سے واپس آیا[80] تو میں نے ان فقہاء سے پوچھا[81] وہ مسائل کو حفظ رکھتے تھے اور دینی مسائل میں صلاح رکھتے تھے، انھوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ زمین آپ کی ہے، اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ آپ کی ہے تو ہم اشہب کی روایت جو امام مالک سے ہے اس کے مطابق فتویٰ دیتے، چنانچہ پھر انھوں نے مجھے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا اور مجھے زمین شفعہ کے فیصلہ میں مل گئی۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

الباجی کسی سے نقل کرتے ہیں-جو کہ اچھی شہرت کا فقیہ تھا لوگ اس کے حفظ سے متاثر تھے-وہ کہہ رہا تھا: ''میرا ایک دوست ہے اگر وہ اقتدار میں آجائے تو میں اس کے لیے ایسا فتویٰ دوں گا جو اس کے موافق ہو گا''۔(82)

فقہاء اس طرح اتباع ہوی اور خواہشات کی تکمیل کے ہاتھوں مجبور تھے، شیطان نے ان پر ملتبس کر دیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ جو وہ کر رہے ہیں وہ نیک کام ہیں، اگر انھیں معلوم ہوتا جو وہ کر رہے ہیں وہ جائز نہیں ہے، لیکن جہالت انسان کو شیطان کی رسیوں میں الجھا دیتی ہے۔

الباجی فرماتے ہیں: ''اگر اس قائل کو یہ معلوم ہو کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ جائز نہیں ہے، اگر جائز ہو تو اس کا اعلان کرنا مناسب نہیں نہ ہی کسی کو اپنے سے متعلق اس کی خبر دی''۔(83)

وہ فرماتے ہیں: مجھ سے لوگ اکثر قسموں وغیرہ کے مسائل پوچھتے ہیں، ان میں کوئی روایت ہے ان میں کوئی رخصت ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے امور شائع اور جائز ہیں، اگر ان کے سامنے فقہاء کا اس طرح اختلاف نہ ہوتا تو وہ مجھ سے نہ کسی اور سے ایسے سوال کرتے، مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں حق کے سوا کوئی فتویٰ دے، جسے وہ حق سمجھے اور اس فتویٰ سے اللہ کی تعالیٰ مقصود ہو وہ اللہ کی ناراضی سے ڈرتا ہو، مفتی ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بتانے والا ہوتا ہے وہ کیسے اس سے ہٹ کر بتا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں: ﴿وَ اَنِ احۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ﴾(84) ''اور یہ کہ تو ان لوگوں میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔'' اس مفتی کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس کی خواہش میں جو آئے اس کا فتویٰ دیدے، یا زید وہ فتویٰ دے جو عمر نہ دے وہ اپنی دوستی کا یا کسی اور غرض کا خیال رکھے، مفتی پر یہ واجب ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ ایسا فتویٰ دے جو اللہ تعالیٰ نے حق نازل کی ہے، اس لیے اس کی طلب میں محنت کرے اور اس سے منحرف ہونے والے لوگوں کو منع کرے، اسے اس سے کیسے خلاصی مل سکتی ہے جب وہ اہل علم واجتہاد میں شامل ہو، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی حفاظت سے ممکن ہو سکتا ہے۔(85)

شاطبیؒ کہتے ہیں بہت سے مسائل جو رخصتوں سے متعلق ہیں وہ اصل سے منسوب ہوتے ہیں اصیل سے نہیں، جبکہ وہ یہ گمان کر رہا ہوتا ہے کہ اختلاف امت رحمت اور اس میں وسعت ہے، بلکہ بعض نے تو اختلاف کو اباحت کی دلیل بنا لیا ہے، مجتہد یا مفتی کسی مسئلہ میں اختلاف نہیں دیکھتے کہ اس کے لیے جواز کا قول بغیر کسی شرعی دلیل کے اختیار کرتے ہیں، ان میں سے بعض کے خلاف جب فتویٰ آجائے تو وہ کہتے ہیں کیوں منع کرتے ہو اس مسئلہ میں تو اختلاف ہے، یہ شریعت میں عین غلطی کرنا ہے یعنی جو دلیل نہ ہو اسے دلیل بنانا ہے جو معتمد نہ ہو اسے معتمد بنانا ہے۔

الخطابی نے مسئلہ البتع(86) میں بعض لوگوں کے بارے میں حکایت کیا ہے: ''لوگوں میں جب اشربہ پر اختلاف ہوا، اور انگور کی شراب کی حرمت پر اجماع ہو گیا اور اس کے علاوہ پر اختلاف تو ہم نے جس پر اجماع ہوا اسے حرام اور جس میں اختلاف تھا اسے مباح کر دیا۔''

پھر وہ فرماتے ہیں: ''یہ خطا فاحش ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تنازع کرنے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنا تنازعہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش کریں۔'' وہ فرماتے ہیں: ''اگر اس قائل کی بات کو ٹھیک سمجھ لیا جائے تو اس سے ربا، بیع صرف، نکاح متعہ وغیرہ لازم ہو جائیں گے اس لیے کہ امت کا اس میں بھی اختلاف رہا ہے، وہ فرماتے ہیں: "اختلاف کوئی حجت نہیں ہے، بلکہ سنت کا بیان حجت ہے جو بھی اختلاف کرے''۔(87)

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

اس میں شک نہیں ہے کہ جو بھی ایسا کرے گا وہ اپنی خواہشات کی اتباع کر رہا ہو گا اور اپنے رب کے اوامر سے غافل ہو گا، آپ اسے ان لوگوں کے زیادہ قریب پاؤ گے جو اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں۔[88]

اس میں سے بعض ایک اور دلیل کا حوالہ دیتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ضروریات سے محظورات مباح ہو جاتی ہیں، اگر انسان پر کوئی ضرورت پیش آ جائے تو وہ اسے ان ضروریات میں سے سمجھے گا جس سے محظورات مباح ہوتی ہیں، جبکہ شریعت میں ضروریات معلوم ہیں، یہ کوئی کلیہ نہیں ہے بلکہ محض اپنی خواہشات کے موافق عمل کرنا ہے۔[89]

اس لیے بہت سارے لوگوں نے ہر اختلاف میں کوئی شرعی حجت پیش کرنا وطیرہ بنا لیا جیسے کہتے ہیں شریعت آسانی اور سہولت کی دعوت دیتی ہے، یہ حقیقت میں رخصتوں کے اتباع اور ادلہ کی بجائے اقوال پر اعتماد سے پیدا شدہ بیماری ہے۔[90]

شاطبیؒ نے ماسبق کے علاوہ کچھ مفاسد ذکر کیے ہیں جو رخصتوں کے اتباع کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں: "ان میں دلیل کی اتباع کیے بغیر مجرد اقوال پر اعتماد کر کے دین سے دوری اختیار کرنا ہے، ان کے نزدیک لوگوں کی آراء نصوص شرع پر حاکم ہوتی ہیں۔

اسی طرح دین کی اہانت کرنا؛ اس سے دین کی بے توقیری ہوتی انضباط نہیں رہتا، یوں صاحب ہوی کو صرف اپنی خواہشات کی فکر رہتی ہے اسے اور کوئی غم نہیں ہوتا۔[91]

رخصتوں کے اتباع سے اس کے علاوہ بھی کئی مفاسد لازم آتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شاطبیؒ نے رخصتوں کے اتباع کے خلاف اپنا مضبوط موقف پیش کیا، شاطبیؒ کی اس رائے کو اجماع امت سے بھی تقویت ملتی ہے، ابو عمر بن عبدالبر[92] نے رخصتوں کے اتباع کی حرمت پر اجماع امت کا قول نقل کیا ہے، اسی طرح اتباع شہوات کی تحریم پر علماء کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا ہے جن میں ابن حزم[93]، الباجی[94]، ابن الصلاح[95]، النووی[96]، ابن حمدان[97]، ابن القیم[98] شامل ہیں، اتباع شہوات میں رخصتوں کا اتباع بھی آتا ہے جس کی تحریم پر علماء[99] کے متابعت کے ساتھ اقوال ہیں، بلکہ ابن الجوزی نے اسے فقہاء کے لیے تلبیس شیطان قرار دیا ہے۔[100]

سلیمان التیمی کہتے ہیں: "اگر آپ نے ہر عالم کے رخصت کا قول لے لیا تو آپ مجموعہ شر بن جائیں گے"۔[101]

یہی حال کسی مجتہد کا ہو گا اگر وہ صرف شریعت کی رخصتوں کو مد نظر رکھتا ہو۔

ابو یعلی نے بغیر اجتہاد کے رخصتوں کی اتباع کرنے والے مجتہد کو فاسق کا لقب دیا ہے؛ کیونکہ اسے جو حکم دیا گیا تھا اس نے وہ چھوڑ کر باطل کی اتباع شروع کر دی[102]، ابن القیم نے اسے افسق الفسوق اور اکبر الکبائر قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "مجتہد کے لیے ایک مسئلہ میں جائز اور عدم جائز کے دو قول ہوں تو اپنے لیے جواز کا قول اختیار کرنا اور دیگر کے لیے عدم جواز کا قول کرنا جائز نہیں ہے"۔[103]

الثوری نے جو کہا ہے یہ اس کے معارض نہیں ہے، وہ فرماتے ہیں: "ہمارے علم میں رخصتیں ثقہ کی جانب سے ہیں جبکہ شدت کو تو ہر کوئی اچھا سمجھتا ہے"[104]؛ یہاں وہ رخصتیں مراد ہیں جن میں کوئی شبہ نہیں جن سے کسی فساد کو خدشہ نہیں ہوتا وہ کسی کو ورطہ میں نہیں ڈالتی، یہ ان کا حسن اور جمال ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا قول جو ایوب ☐ کو فرمایا دلالت کرتا ہے:

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾(105)''اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو کا مٹھا لے کر مار اور قسم نہ توڑ۔''(106)

اسی طرح حدیث شریف میں ہے:((لاَ تَفْعَلْ، بِعْ الجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا))''پہلے سب کو(107) درہم کے بدلے بیچ دو پھر درہم سے جنیب(108) خرید لو''۔(109)

یہ وہ رخصتیں ہیں جن کی شریعت شہادت دیتی ہے، اور ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔(110)

شاطبیؒ رخصتوں کے اتباع کی حرمت کے لیے مندرجہ ذیل سے استدلال کرتے ہیں:

پہلی دلیل: رخصتوں کا اتباع کرنے انسان اتباع شہوات کی راہ پر چل نکلتا ہے، جبکہ شریعت نے اتباع ہوی سے ہر طرح سے منع کر رکھا ہے، قرآن پاک میں ایک باقاعدہ ضابطہ اتباع ہوی کی نفی کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾(111) ''پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لاؤ۔'' اللہ تعالیٰ نے اتباع ہوی کی بجائے شریعت کی طرف رجوع کا حکم دیا۔(112)

دوسری دلیل: اتباع رخصت کی تحریم پر اجماع نقل کیا گیا ہے، ابن حزم اور دیگر حضرات نے اس کا قول کیا ہے کہ یہ فسق ہے جائز نہیں۔(113)

تیسری دلیل: رخصتوں کا اتباع در حقیقت اتباع شہوات ہے، جس کی وجہ سے شرعی تکالیف معطل ہوتی ہیں۔(114)

رخصتوں کے اتباع کے جواز کا قول کرنے والوں کے دلائل:

شاطبیؒ نے رخصتوں کے اتباع کا جواز کرنے والے حضرات کے بعض وہ دلائل ذکر کیے ہیں جن سے وہ استدلال کرتے ہیں، پھر اس کا جواب دیا ہے: وہ دلائل یہ ہیں:

پہلی دلیل: اختلاف رحمت ہوتا ہے، جہاں اختلاف ہوتا ہے وہاں وسعت ہوتی ہے، اس لیے ایک رائے پر قائم رہنا جائز نہیں، یہ عمر بن عبدالعزیز، قاسم بن محمد وغیرہ کی رائے میں اختلاف میں وسعت ہوتی ہے۔(115)

جواب: شاطبیؒ نے اس دلیل کا جواب دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:''اختلاف سے مراد ان حضرات کی وہ نہیں جو آپ نے ذکر کی ہے، بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ اس سے اجتہاد کا باب کھلتا ہے، نہ کہ یہ صحیح ہے کہ لوگ اپنی آراء کے مطابق مسائل اختیار کرنے لگے، یہ محض اتباع ہوی ہوگا اور شریعت کو باطل کر دے گا''۔(116)

دوسری دلیل: آسان اقوال اختیار کرنے سے لوگوں سے مشکلات کم ہوتی ہیں، اور شریعت اسی کے لیے آئی ہے کیونکہ یہ انسانوں کی ضرورت ہے، شریعت لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھتی ہے، اسی طرح ضروریات سے محظورات بھی مباح ہو جاتی ہیں۔(117)

جواب: شاطبیؒ اس دلیل کا یوں جواب دیتے ہیں:

جس نے یہ کہا ہے وہ شریعت کے وضع سے ناواقف ہے، شریعت جو کہ لوگوں سے مصائب ختم کرنے کے واسطے آئی ہے وہ انھیں اتباع شہوات سے منع اور اپنی خواہشات کی مخالفت کا حکم دیتی ہے۔ شرعی ضوابط لوگوں کے حالات اور افعال کو منظم کرتے ہیں، اس لیے شریعت کا یہ موضوع اس لیے نہیں وضع کیا گیا نہ ہی باب رفع ضرورت سے ہے، بلکہ وہ اس کے مخالف ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا، لوگوں کے لیے یہ دروازہ کھولنا انھیں خواہشات کے پیچھے چلانے کے مترادف ہوگا، اس سے لوگوں پر تکلیف بھی ساقط ہو جائے گی۔(118)

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

تیسری دلیل: شریعت آسانی اور سہولت کے لیے آئی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾(119) "اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔" چنانچہ شریعت ہر مشکل کو ہٹاتی ہے، اس لیے ہم آسان قول کی اتباع کرتے ہیں جو کہ شریعت کا حکم ہے۔(120)

بہر کیف امام شاطبیؒ فرماتے ہیں: جو شریعت آسانی لے کر آئی ہے اسی شریعت نے اتباع ہوی کی مذمت کی ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ آسان اقوال کی اتباع کرنا خواہشات کی اتباع کرنے کے مترادف ہے، اس سے تکلیف ختم ہوگی، اور یوں دین کا انہدام لازم آئے گا، جب یہ باطل ہے جو اس کا سبب بنے گا وہ بھی باطل ہوگا۔(121)

حوالہ جات

---

(1) اعشی کی طرف نسبت ہے۔ معجم مقاییس اللغۃ، 159/1۔
(2) معجم مقاییس اللغۃ، 158/1؛ المصباح المنیر، 29/1؛ القاموس المحیط، ص1244، مادۃ اول۔
(3) اصول الفقہ ابی زہرۃ، ص228؛ احمد الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الشاطبی، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، ١٩٩٥م، ص381.
(4) العقب کہتے ہیں کسی چیز کے انجام کو۔ المصباح المنیر، 442/2؛ القاموس المحیط، 152، مادۃ عقب.
(5) الموافقات، 178/5.
(6) ایضاً، 428/4.
(7) ایضاً، 85/3.
(8) الموافقات، 172/5.
(9) ایضاً، 233/5.
(10) ایضاً، 24/5.
(11) ایضاً، 113/4-181/5.
(12) امام شاطبیؒ نے اس پر مفصل بحث کی ہے، ہم ان قواعد کو مختصراً یہاں ذکر کریں گے۔
(13) الموافقات، 182/5.
(14) ایضاً، 195/5.
(15) الانعام ٦:١٠٨.
(16) الموافقات، 182/5-185.
(17) الموافقات، 187/5-188.
(18) بخاري، محمد بن اسماعيل، ابو عبدالله، صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب ترك النبي صلى الله عليه وسلم، بيروت: دار الكتب العلمية، ص٥٧، رقم الحديث: ٢١٩.
(19) صحيح البخاري، كتاب الحج باب فضل الكعبه، رقم الحديث: ١٥٨٦.
(20) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب ماينهي من دعوي الجاهليه، رقم الحديث: ٣٥١٨.
(21) الموافقات، 188/5-192.

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

---

(22) ایضاً، 5/193-199.

(23) تکمیلیات سے مراد تحسینیات ہے۔ الموافقات، 2/25.

(24) الموافقات، 5/199-200.

(25) ایضاً، 5/200.

(26) ایضاً، 5/182.

(27) القرافي، شهاب الدين احمد بن ادريس بن عبد الرحمٰن الصنهاجي المصري، ابو العباس، نفائس الاصول في شرح المحصول، مكتبة نزار مصطفى الباز، 9/4092.

(28) عزالدين عبد العزيز بن عبد السلام، مختصر الفوائد في احكام المقاصد، الرياض: دار الفرقان، ط: ١، ١٩٩٧م، ص 193.

(29) مختصر الفوائد، ص 209، عزالدين عبد العزيز بن عبد السلام، قواعد الأحكام في مصالح الأنام، القاهرة: مكتبة الكليات الأزهرية، ١٩٩١م، 1/50.

(30) قواعد الأحكام، 1/12.

(31) شرح العضد، 2/241.

(32) بيان المختصر، 3/117.

(33) شهاب الدين يحيى بن حبش السهروردي، التنقيحات في أصول الفقه، الرياض: مكتبة الملك فهد، ص 323.

(34) جیسے نشر البنود، 2/186؛ ابی زهرة في اصول الفقه، ص 228.

(35) البقرة ٢: ٢١.

(36) البقرة ٢: ١٨٣.

(37) البقرة ٢: ١٨٨.

(38) الانعام ٦: ١٠٨.

(39) الاحزاب ٣٣: ٣٧.

(40) البقرة ٢: ٢١٦.

(41) النساء ٤: ١٦٥.

(42) البقرة ٢: ١٧٩.

(43) البقرة ٢: ١٠٤.

(44) الموفقات، 3/56-57.

(45) صحيح بخاري، كتاب احاديث الانبياء صلوت الله عليه عليهم، باب يزفون: النَّسَلَان في المشي، ص ٦١٧، رقم الحديث: ٣٣٦٨.

(46) صحيح البخارى، كتاب الادب، باب الرفق، ص ١١٠٩، رقم الحديث: ٦٠٢٥.

(47) الموافقات، 5/180-181.

(48) ایضاً، 5/182.

(49) الموافقات، 5/182.

(50) ایضاً، 1/311.313.

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

---

(51) ایضاً 1/311-312.

(52) ایضاً 1/308.

(53) ایضاً 1/312.

(54) ایضاً 1/312.

(55) الموافقات، 5/179.

(56) السبب عند الاصولیین، 2/199-200.

(57) تعليق دراز علي الموافقات، 1/313؛ السبب عند الاصولیین، 2/200.

(58) یہ امام شاطبیؒ کا تاثر ہے اشاعرہ کی قدر اور افعال عبد کی رائے میں۔ کہ بندے کے پاس قدرت موثرہ نہیں ہے اور یہ کہ بندوں کے اختیاری افعال محض اللہ تعالی کی قدرت سے وقوع پذیر ہوتے ہیں، اور اس میں بندے کی قدرت کا کوئی اثر نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے بندے کو قدرت اور اختیار دیا ہے، انسان جو عمل کرتا ہے وہ اپنے کسب سے کرتا ہے، اس کے کسب سے اس لیے تاکہ اس کی قدرت کا مقارنہ کیا جائے کہ بندے کی اس میں تاثیر نہیں ہوتی۔ یہ قول باطل ہے اس میں اضطراب ہے۔ رای الاشاعرہ کتاب اصول الدین للبغدادی التمیمی، ص133؛ طوالع الانوار، ص301؛ المواقف، ص311.

(59) الموافقات، 5/179.

(60) معجم مقاييس اللغة، 2/500؛ القاموس المحيط، ص800، مادة رخص.

(61) عمدة التحقيق في التقليد والتلفيق، ص222.

(62) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الشهادات، باب ما تجوز به شهادة اهل الهواء 10/211.

(63) الموافقات، 5/84.

(64) الموافقات، 5/82-91؛ مراتب الاجماع، ص51.

(65) ایضاً 1/508، 507؛ 5/83.

(66) عربي الربق: رسی کو کہتے ہیں، یا کسی چیز کی لڑی کو جیسے انگوروں کی لڑی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے ربقة التقوي يعني حبل التقوي. اساس البلاغة، ص152؛ القاموس المحيط، ص1143.

(67) الموافقات، 3/123.

(68) النساء ۴:۵۹.

(69) الموافقات، 5/99.

(70) الموزیہ کتاب کا نام ہے یہ مالکیہ کی بنیادی کتابوں میں شامل ہوتی ہیں، اس کے کچھ مخطوطے پائے جاتے ہیں، قاضی عیاض اور القابسی نے اس کی تعریف کی ہے۔ ترتیب المدارک، 1/406. الديباج المذهب، ص220، 233؛ شجرة النور، ص108.

(71) الموافقات، 5/85؛ السنن، كتاب آداب القضاة، 8/248، رقم الحديث: 5421؛ الطبراني، المعجم الكبير، مجمع الزوائد، 4/199. الهيثمي کہتے ہیں اس کے رجال ثقافت ہیں۔ الالباني نے ارواء الغليل میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ 8/253.

(72) الموافقات، 5/85-86.

(73) ایضاً، 5/86.

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): (امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم. *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

---

(74) ایضاً،84/5.

(75) ترتیب المدارک میں ہے وہ عبدالرحیم بن اشرس تھا۔188/1.

(76) الموافقات،5/84-85؛ترتیب المدارک،188/1.

(77) الموافقات،90/5.

(78) الاشاعۃ کے دو معنی ہیں: مساعفۃ اور اشادہ۔ یہاں دوسرا معنی مراد ہے یعنی پھیلا ہوا۔ کہا جاتا ہے یہ سہم شائع غیر مقسوم، یعنی اس کا حصہ معلوم نہیں پھیلا ہوا ہے۔ معجم مقاییس اللغۃ،235/3؛المصباح المنیر،329/1.

(79) اکتري، اصل میں کری سے ہے، اجرت کو کہتے ہیں۔ القاموس المحیط، ص1712؛المصباح المنیر،532/2.

(80) شفعہ اصل میں شفع سے ہے، یہ دو چیزوں کے مقارنہ کے لیے ہوتا ہے، اس لیے شفع وتر کے خلاف کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں شفعہ کہتے ہیں، ایک شریک کا استحقاق جو دوسرے شریک کے ہاتھ سے اس کی ملکیت میں آیا ہو۔ المغني 435/7؛الحدود والاحکام الفقھیہ، ص107؛شرح حدود ابن عرفہ،474/2.

(81) الذخیرۃ،302/7.

(82) الموافقات،90/5؛ابن الصلاح، ادب الفتوي،87-88؛ابن حمدان، صفۃ الفتوي، ص41؛اعلام الموقعین،162/4.

(83) الموافقات،90/5.

(84) المائدہ ۵:۴۹.

(85) الموافقات،90/5-91.

(86) یہ اہل یمن کی شراب کو کہتے ہیں، نبیذ ابلا ہوا ہوتا ہے۔ النھایۃ في غریب الحدیث والاثر،94/1؛القاموس المحیط، ص905.

(87) اعلام الحدیث،2091/3-2092.

(88) الموافقات،92/5-94؛الاعتصام،510/2.

(89) الموافقات،99/5.

(90) الموافقات،104/5؛المعتمد،940/2؛التلخیص،135/3؛المستصفي،216/2؛المحصول،159/6؛السراج الوھاج،993/2. نفائس الاصول، 44074/9؛تقریب الوصول، ص395.

(91) الموافقات،102/5.

(92) جامع بیان العلم وفضلہ،92/2.

(93) مراتب الاجماع، ص51؛الموافقات،82/5.

(94) الموافقات،91/5.

(95) ادب الفتوي،(87).

(96) المجموع،79/1-80.

(97) صفۃ الفتوي،41/5.

(98) اعلام الموقعین،162/4.

(99) قواطع الادلہ،306/2-307-353؛ادب الفتوي، ص65،الاحکام في تمییز الفتاوي عن الاحکام، ص250؛المجموع،79/1-80.

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 1-15
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Hafiz Muhammad Masood Ahmad, Muhammad Naimat Ullah, & Dr. Muhammad Sajjad Malik. (2024). Imam Shatbi's Theory of Ijtihad: An Analytical Study (Part IV): امام شاطبیؒ کا نظریہ اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ (حصہ چہارم). *Shnakhat*, *3*(2), 33-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/272

---

(100) تلبیس ابلیس، ص169.

(101) جامع بیان العلم وفضلۃ، 91/2؛ تھذیب الکمال، ص 11-12.

(102) المسودۃ، ص519؛ لوامع الانوار، 466/2.

(103) اعلام الموقعین، 162/4.

(104) ادب الفتوي، ص67؛ صفۃ الفتوي، ص32؛ المجموع، 80/1.

(105) ص۳۸: ۴۴.

(106) الضعث کہتے ہیں ایک چیز کا دوسری سے ملتبس ہو جانا، معجم مقاییس اللغۃ، 363/3؛ القاموس المحیط، ص219؛ مادۃ ضعث. معالم التنزیل، 96/7؛ تفسیر القرآن الکریم، 44/4.

(107) الجمع کہتے ہیں: کھجور کی ادنٰی قسم کو کہتے ہیں، چونکہ یہ مختلف جنس کی کھجور جمع ہوتی ہیں اس لیے ان کو جمع کہتے ہیں۔ غریب الحدیث، الخطابي 444/2؛ القاموس المحیط، ص917.

(108) الجنیب کھجور کی اچھی قسم کو کہتے ہیں اس کا رنگ اچھا ہوتا ہے، القاموس میں اسے بہترین کھجور کہا گیا ہے۔ ابن الاثیر کہتے ہیں: کھجور کی بہترین قسم کو کہتے ہیں۔ غریب الحدیث، 444/2؛ القاموس المحیط، ص88؛ المصباح المنیر، 110/1.

(109) البخاري، الصحیح، کتاب البیوع، 46/3-2201-2202؛ مسلم، الصحیح، کتاب المساقاۃ باب بیع الطعام مثلا بمثل، 18/11-1593.

(110) ادب الفتوي، ص67؛ المجموع، 80/1؛ صفۃ الفتوي، ص32؛ اعلام الموقعین، 171/4.

(111) النساء۴: ۵۹.

(112) الموافقات، 81/5-82.

(113) ایضاً، 82/5.

(114) ایضاً، 298/2-83/5.

(115) ایضاً، 67/5-68؛ عمدة التحقيق في التقليد و التلفيق، ص97.

(116) الموافقات، 76/5؛ الاعتصام، 395/2.

(117) ایضاً، 94/5-99.

(118) ایضاً، 83/5-94-99.

(119) البقرۃ۲: ۱۸۵.

(120) الموافقات، 104/5؛ عمدة التحقيق، ص59.

(121) ایضاً، 83/5-105.